مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

دعوۃ الحق

ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق نومبر ۲۰۲۲ء

دین کی باتوں کا نفع ضرور ہوتا ہے

دین کی باتیں سننے کے بعد اگر یاد نہ رہ سکیں تو بھی ان کا نفع ضرور ہوتا ہے، جس طرح کہ ہم کو دو ہفتہ قبل کی غذائیں تو یاد نہیں رہتی ہیں کہ کیا کھایا تھا، مگر ان کی طاقتیں ہمارے جسم میں محفوظ ہوتی ہیں، اسی طرح دین کی کتابیں دیکھنا اور بزرگوں کا وعظ سننا ہر حالت میں مفید ہے، خواہ یاد رہیں یا بھول جائیں، ان کے اثرات روح میں باقی رہ جاتے ہیں، جن کی طاقت سے اعمال صالحہ کی ہمت اور توفیق ہوتی رہتی ہے۔

شیخ المشائخ عارف باللہ المحی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

طبیب الامۃ مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ماہنامہ

دعوۃ الحق

ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق نومبر ۲۰۲۲ء جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۱

بانی و بفیضِ دُعا

شیخ المشائخ عارف باللہ محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب علیہ الرحمۃ

سرپرست

طبیب الامت مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ناظم اعلیٰ مرکز مجلس دعوۃ الحق

مدیر اعلیٰ

حکیم وصی اللہ

ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب

ترتیب وتقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

طابع وناشر

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے

جے۔یم۔پراسس چینئی سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

اندرون ملک

قیمت فی پرچہ..... ۱۰ روپے

سالانہ زرِتعاون..... ۱۰۰ روپے

ششماہی زرِتعاون..... ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ

خط وکتابت وترسیل کا پتہ

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ، ٹملناڈو۔(انڈیا)

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810.
(Vellore Dist. Tamil Nadu) INDIA
Email: mudeer@dawatulhaq.in
www.dawatulhaq.in

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

شمار	عناوین	شخصیات	صفحہ
۱	ذکر وفکر	مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۳
۲	خزائن القرآن	حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۸
۳	خزائن الحدیث	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۱۱
۴	اشرف النصائح	حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ	۱۵
۵	معارفِ ابرار	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۱۸
۶	فیضانِ کلیم	طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم	۲۰
۷	دردِ دل کی آہ وفغاں	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲
۸	دُرویش کی پند ونصائح	حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ	۲۴
۹	سیرتِ خاصانِ حق	عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی نور اللہ مرقدہٗ	۲۶
۱۰	دردِ محبت	حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸
۱۱	مسائل واحکام	فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ	۲۹
۱۲	انوارِ سنت	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۳۰
۱۳	مہلکات	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۱
۱۴	اسلامی عقائد	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۲

نفس کی ہر وقت دیکھ بھال کرتا رہے، نفس کی چال بڑی باریک اور خفیہ ہوتی

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ

نظامِ تعلیم وتربیت

مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اسلام کے نظام تعلیم وتربیت پر نظر ڈالنے سے پہلے ایک سرسری نظر اس پر ڈالئے کہ آج کی دنیا میں محکمہ اور اس کے دفاتر، ان میں کام کرنے والوں کی تعداد اور پرائمری اسکول سے لے کر یونیورسٹی تک جو انتظامی جال پھیلا ہوا ہے، اس کی وسعت اور اس پر کروڑوں روپیہ کا خرچ اور اس خرچ کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے والوں کے تعلیمی مصارف کے بارگراں اور پھر ان سب کے باوجود اس کے نتائج وثمرات کہ جو بھی علم وفن ان کو پڑھایا جاتا ہے اس کے استعداد فیصدی کتنے آدمیوں میں پیدا ہوتی ہے اور یہ تعلیم ان کے اخلاق وکردار کو کیسا بناتی ہے۔

اس کے بعد حکیم الحکماء سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیئے ہوئے نظام کو دیکھئے، وہ کس طرح فطری اور سہل وسادہ اصول پر مبنی ہے جس میں حکومت کا بھی کوئی بڑا خرچ نہیں اور طالب علم پر تو ایک پیسہ کا بار نہیں۔ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر شخص پر یہ ذمہ داری عائد کردی کہ وہ جس طرح اپنے عمل کی اصلاح کی فکر کرے، اسی طرح اپنے اہل وعیال اور خاص احباب کی اصلاح کیلئے بھی ایسی ہی کوشش کرے۔ قرآن کریم نے فرمایا: ''قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا'' یعنی بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے، اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: ''کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ'' یعنی تم میں سے ہر ایک اپنے کنبہ پر نگران اور ذمہ دار ہے اور قیامت کے روز اس سے اپنے اعمال کی پرسش کے علاوہ اپنے اہل وعیال کے اعمال کا بھی سوال ہوگا۔

اہل وعیال کی اصلاح کی ایک قسط یہ بھی تھی کہ نئے پیدا ہونے والے بچوں کو شروع ہی سے ایسی تربیت دی جائے کہ ان کے قلب وتربیت کیلئے بھی حکیم الحکماء سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اصول وضع فرمائے وہ بھی ایسے فطری اور مؤثر ہیں کہ بغیر کسی مشقت کے بچے کی نشوونما کے ساتھ ساتھ اس کا ذہنی اور اخلاقی ارتقاء خود بخود ہوتا چلا جائے۔

سب سے پہلا کام جو بچے کی پیدائش کے متصل ماں باپ پر لازم کیا وہ یہ ہے کہ اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اِقامت کہی جائے۔ نرے فلسفہ طبعی کے پرستار تو کہیں گے کہ فضول حرکت ہے جو بچہ ابھی اپنی ماں کی زبان بھی نہیں سمجھتا، اس کے کان میں ''حی علی الصلوٰۃ''، ''حی علی الفلاح'' کے عربی جملے ڈالنے سے کیا فائدہ۔ مگر حقیقت شناس سمجھتے ہیں کہ یہ الفاظ درحقیقت ایمان کے بیج ہیں جو کان کے راستہ سے بچے کے دل میں ڈالا گیا ہے اور یہی بیج پرورش پاکر کسی وقت تناور درخت بنے گا۔

دوسرا کام یہ کہ جب بچہ زبان کھولنے لگے تو اس کو سب سے پہلے اللہ کا نام سکھاؤ۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے بچوں کی زبان کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' سے کھلواؤ۔ پھر جب کچھ سمجھنے بوجھنے کے قابل ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت اس

کے دل نشین کرے اور سنت کے مطابق ادب وتہذیب سکھائے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے اخلاق سے بہتر کوئی دولت نہیں بخشی اور فرمایا کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب وتہذیب سکھائے یہ اس سے بہتر ہے کہ ہر روز بقدر ایک فطرہ کے مساکین پر صدقہ کیا کرے۔

قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام کی یہ دُعاء مذکور ہے: ''رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ'' یعنی اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیبیوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آنکھوں کی ٹھنڈک یہ ہے کہ ان کو اللہ کی اطاعت میں لگا ہوا دیکھے۔ اسی طرح ہر شخص پر اس کے متعلقین کی اصلاح کی ذمہ داری ڈال کر اور اس کو اصلاح وتربیت کے سہل اصول سکھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر گھر کو ایک تعلیم گاہ بنا دیا جس میں غیر شعوری طور پر چھوٹا بڑا صحیح انسانیت کے آداب نہ صرف جانتا ہے بلکہ عملاً اس کا خوگر بنتا ہے۔

اس سے ہر دیکھنے والا اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ہر مسلمان کا گھر بچوں کیلئے پرائمری اسکول ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان کے ہر گھر کو ایک پرائمری اسکول بنا دیا ہے جس میں غیر شعوری طور پر بچے ہوش سنبھالنے کے ساتھ ساتھ ضروری تعلیم حاصل کرتے جاتے ہیں۔

جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو فطری طور پر اس کو پاکی ناپاکی کی تمیز ہونے لگتی ہے، اس وقت ماں باپ کیلئے حکم ہے کہ اس کو نماز پڑھنا سکھائیں، مسجد

میں ساتھ لے جائیں، عام مساجد ثانوی مدارس کا کام انجام دیتی ہیں۔ غور کیا جائے تو ہماری مساجد ثانوی مدارس کے قائم مقام ہیں جہاں ہر طرح کے اہل علم وفضل جمع ہوتے ہیں ان کے وعظ و پند بھی ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت سے غیر شعوری طور پر وہ علم وحکمت کے دروازے کھلتے ہیں جو بہت سی کتابیں پڑھنے سے بھی میسر نہیں آتے۔

یہ تو تعلیم اہل علم وفضل کی صحبت وتلقین سے حاصل ہوگی، اس کے علاوہ عام مسلمانوں پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فریضہ عائد کردیا ہے کہ اگر اپنے کسی مسلمان بھائی کو کسی غلطی میں مبتلا دیکھو تو اس کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کرو۔ ہوسکے تو ہاتھ یعنی قوت کے ذریعہ روک دو، یہ نہ ہوسکے تو زبانی فہمائش کردو اور یہ بھی نہ ہوسکے تو ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تم اس کے فعل کو اپنے دل سے بُرا سمجھو۔ ہاتھ سے روکنے کی صورتیں دو ہیں، ایک تو حکام کیلئے جو بزورِ قانون برائی سے روک سکتے ہیں، دوسرے اپنے خاص عزیز دوست یا اولاد کو جن پر ان کا قابو ہے اور زبانی فہمائش ہمدردی کے ساتھ ہر ایک کیلئے ہوسکتی ہے۔

غور کیجئے کہ جب ہر مسلمان کو اس کی ہدایت ہے کہ اس کو جو مسئلہ دین کا معلوم ہو اور اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی کو دیکھے تو اس کا فرض ہے کہ اس کو اس سے باز رکھنے کی مقدور بھر کوشش کرے۔ تو اس اصول سے دینی تعلیم کی اشاعت کس قدر آسان طریقہ پر بالکل مفت بلکہ جبری ہوجاتی ہے۔ نماز گھر میں ادا کی جاسکتی تھی مگر اس کیلئے مساجد کے اجتماع میں ایک عظیم فائدہ یہ تعلیم وتلقین کا

بھی مضمر ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کیلئے آئینہ بن کر اس کے غلط اقدامات پر اس کو متنبہ کرے تو پوری قوم کی تعلیم اور ساتھ ہی عملی تربیت کس قدر آسان طریقہ پر ہوجاتی ہے جو نہ کسی اسکول میں ممکن ہے نہ کسی مدرسہ میں۔ ہاں اس حکم کے ساتھ بھی نہایت ضروری ہے کہ دوسرے کو غلطی پر مطلع کرنے کیلئے ہمدردی وخیر خواہی کا جذبہ غالب ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایات پر صحیح عمل کیا جائے تو بچے کیلئے آغوش مادر اور اس کا گھر ایک بہترین ابتدائی مدرسہ بن جاتا ہے اور ہر مسجد ایک ثانوی تعلیم کا بہترین مدرسہ ہوجاتی ہے جس میں علم کے ساتھ عمل اور تعلیم کے ساتھ ذہنی واخلاقی ساتھ ساتھ ہوتی جاتی ہے اور تعلیم کا اصل مقصد جو انسان کو انسان کامل بنانا ہے اس کے درجات تدریجاً طے ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔

اللہ اور عبادت

سورج چمک رہا ہے، آپ تمام کھڑکیاں دروازے بند کرکے ایک اندھیرے کمرے میں بیٹھے ہیں، پھر آپ ایک کھڑکی کھول لیتے ہیں اور ایک دم سے تمام کمرہ روشن ہوجاتا ہے۔ آپ کے کھڑکی کھولنے سے کمرے کا اندھیرا تو دور ہوگیا لیکن اس عمل سے سورج کو کیا فرق پڑا؟ کچھ بھی تو نہیں، وہ آپ کے ہونے نہ ہونے سے بے نیاز مسلسل چمک رہا ہے۔

عبادت بھی کچھ اسی طرح کی چیز ہوتی ہے، اندھیرا ہمارے اندر ہوتا ہے، روشنی ہمیں درکار ہوتی ہے۔ خدا کو کچھ فرق نہیں پڑتا، اسے ہماری عبادات کی نہ تو کوئی خواہش ہے اور نہ ہی کوئی ضرورت۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ نومبر 2022ء

حروفِ مقطعہ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۔ (البقرۃ)

حروف مقطعہ جو بہت سی سورتوں کے شروع میں آتے ہیں اُن کی تحقیق:

الٓمّٓ بہت سی سورتوں کے شروع میں چند حروف سے مرکب ایک کلمہ لایا گیا ہے جیسے الٓمّٓ، حٰمٓ، الٓمّٓصٓ وغیرہ، ان کو اصطلاح میں حروف مقطعہ کہا جاتا ہے، ان میں سے ہر حرف جدا جدا ساکن پڑھا جاتا ہے، الف، لام، میم

حروف مقطعہ جو اوائل سور میں آئے ہیں، ان کے متعلق بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ سورتوں کے نام ہیں، بعض حضرات نے فرمایا کہ اسماء الٰہیہ کے رموز ہیں، مگر جمہور صحابہ وتابعین اور علماء اُمت کے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ حروف رموز اور اسرار ہیں، جس کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں دیا گیا، اور ہوسکتا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم بطور ایک راز کے دیا گیا ہو، جس کی تبلیغ اُمت کیلئے روک دی گئی ہو، اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان حروف کی تفسیر وتشریح میں کچھ منقول نہیں، امام تفسیر قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار فرمایا ہے، ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''عامر شعبی، سفیان ثوری اور ایک جماعت محدثین نے فرمایا ہے کہ ہر

آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص رموز واسرار ہوتے ہیں، اسی طرح یہ حروف مقطعہ قرآن میں حق تعالیٰ کا راز ہے، اس لئے یہ ان متشابہات میں سے ہیں جن کا علم صرف حق تعالیٰ ہی کو ہے، ہمارے لئے ان میں بحث وگفتگو بھی جائز نہیں، مگر اس کے باوجود ہمارے فائدے سے خالی نہیں، اول تو ان پر ایمان لانا پھر ان کا پڑھنا ہمارے لئے ثواب عظیم ہے، دوسرے ان کے پڑھنے کے معنوی فوائد وبرکات ہیں، جو اگرچہ ہمیں معلوم نہ ہوں مگر غیب سے وہ ہمیں پہنچتے ہیں''۔

پھر فرمایا:

''حضرت صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود وغیرہ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا ان حروف کے متعلق یہی عقیدہ تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسرار ہیں ہمیں ان پر ایمان لانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں، اور جس طرح آئے ہیں ان کی تلاوت کرنا چاہئے، مگر معنی معلوم کرنے کی فکر میں پڑنا درست نہیں''۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی قرطبی وغیرہ سے نقل کر کے اسی مضمون کو ترجیح دی ہے، اور بعض اکابر علماء سے جو ان حروف کے معنی منقول ہیں اس سے صرف تمثیل وتنبیہ اور تسہیل مقصود ہے، یہ نہیں کہ مراد حق تعالیٰ یہ ہے، اس لئے اس کو بھی غلط کہنا تحقیق علماء کے خلاف ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ (البقرۃ)

لفظ ذٰلِكَ کسی دور کی چیز کی طرف اشارہ کیلئے آتا ہے، اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے، رَیْبَ کے معنی شک وشبہ، معنی یہ ہیں کہ یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں، یہ موقع بظاہر اشارہ بعید کا نہیں تھا، کیونکہ اسی قرآن کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جو لوگوں کے سامنے ہے، مگر اشارۂ بعید سے اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ سورۂ فاتحہ میں جس طرح مستقیم کی درخواست کی گئی تھی یہ سارا قرآن اس درخواست کا جواب بصورت قبولیت اور صراط مستقیم کی تشریح وتفصیل ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے یہ دُعاء سن لی اور قرآن بھیج دیا، جو ہدایت کا آفتاب ہے جو شخص ہدایت چاہتا ہے وہ اس کو پڑھے، سمجھے اور اس کے مقتضیٰ پر عمل کرے۔

اور پھر اس کے متعلق ارشاد ہے کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں، کیونکہ کسی کلام میں شک وشبہ کی دو صورتیں ہوتی ہیں، ایک یہ کہ خود کلام میں غلطی ہو، تو وہ کلام محل شک وشبہ ہو جاتا ہے، دوسرے یہ کہ سمجھنے والے کی فہم میں غلطی ہو، اس صورت میں کلام محل شک وشبہ نہیں ہوتا، گو کج فہمی یا کم فہمی کی وجہ سے کسی کو شبہ ہو جائے جس کا ذکر خود قرآن کریم میں چند آیتوں کے بعد ''اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ'' میں آیا ہے۔

اس لئے ہزاروں کم فہموں یا کج فہموں کے شبہات واعتراضات کے باوجود یہ کہنا صحیح ہے کہ اس کتاب میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ نومبر 2022ء

دنیا کی حقیقت

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَّا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خبردار! دنیا ملعون ہے اور جو چیز دنیا کے اندر ہے وہ بھی ملعون ہے، مگر ذکر الٰہی اور وہ اعمال جن کو اللہ پسند کرتا ہے اور علمِ دین کے عالم اور علم سیکھنے والے۔

تشریح: لعنت کا مفہوم اور معنیٰ اصطلاحِ شرع میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کے ہیں۔ پس ''دنیا ملعون ہے'' کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا اللہ کی رحمت سے دور ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے مگر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور جو چیزیں ذکر سے قریب کرنے والی ہیں۔ مثلاً ذکر کرنا انبیاء اور اولیاء اور صلحاء اور اعمالِ صالحہ اور دنیا کی بے ثباتی وغیرہ کا اور بقدرِ ضرورت معاش کے حاصل کرنے میں مصروف ہونا، اسی طرح دین سیکھنے والے اور سکھانے والے بھی مستثنیٰ ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ذکرِ حق اور مقدماتِ ذکرِ حق مستثنیٰ ہیں۔ (مرقات: ۹/۳۱)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ

مَا سَقٰی کَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةً۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: اگر دنیا اللہ تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پَر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو وہ اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

تشریح: چونکہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر تھی اس لئے کفار اور فجار کو دنیا خوب دیتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ''لَوْلَآ اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ...الخ'' اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سارے انسان کافر ہو جاتے تو کافروں کے گھروں کی چھت کو ہم چاندی کی کر دیتے۔

دنیا جب اس درجہ بے وقعت ہے پھر اس کیلئے اپنے مولیٰ اور مالک حق تعالیٰ کو ناراض کرنا کس درجہ نافرمانی ہوگی! نیز اگر اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ڈھیل دینے کیلئے دنیا کی چند روزہ بہار دے دی ہے تو کافروں کی اس دنیا کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہ دیکھنا چاہئے، جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ''مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ'' یہ دنیا جو کافروں کے پاس ہے چند روزہ بہار ہے پھر انجام کار ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ یہ دنیا جو کافروں کے پاس ہے وہ نعمت نہیں بلکہ عذاب ہے: ''لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا'' کہ عذاب دے اللہ تعالیٰ ان کو ان کی دنیا سے ان کی دنیوی زندگی میں۔

اگر بادشاہ پھانسی کے ملزم کو ایک ماہ کیلئے مہلت دے اور اس مہلت کے زمانے میں خوب اس کو سامانِ عیش دے دے تو کیا کوئی عقل مند اس کے عیش پر لالچ

کرسکتا ہے؟ بادشاہ ہارون رشید کے صاحبزادے نے جو انتہائی زاہدانہ زندگی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو رہا تھا یہ دو شعر اپنے رفیق ابو عامر بصری کو بطور وصیت کے سنائے تھے ؎

يَا صَاحِبِيْ لَاتَغْتَرِرْ بِتَنَعُّمِيْ
فَالْعُمْرُ يَنْفَدُ وَالنَّعِيْمُ يَزُوْلُ
فَإِذَا حَمَلْتَ إِلَى الْقُبُوْرِ جَنَازَةً
فَاعْلَمْ بِأَنَّكَ بَعْدَهَا مَحْمُوْلُ

ترجمہ: اے ساتھی! دنیا کی نعمتوں سے دھوکا نہ کھانا، عمر ایک دن ختم ہونے والی ہے اور نعمتیں تم سے ختم یا جدا ہونے والی ہیں۔

اور جب تم کسی جنازے کو قبرستان لے جا رہے ہو تو یقین کر لینا کہ تم آج اُٹھانے والے ہو اور کل تم اُٹھائے جاؤ گے۔

نظیر اکبر آبادی کے دو شعر بھی عجیب عبرتناک ہیں ؎

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
معطر بدن تھا مبیّض کفن تھا
جو قبر کہن ان کی اُکھڑی تو دیکھا
نہ عضو بدن تھا نہ تارِ کفن تھا

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوا فِي الدُّنْيَا۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ضیعت کو اپنے لئے ضروری ولازم نہ جانو کہ وہ دنیا کی طرف رغبت کا سبب بن جائے۔

تشریح: ضَيْعَتٌ بِالْفَتْحِ حِرْفَةُ الرَّجُلِ وَصَنَاعَتُهُ۔ (آدمی کا پیشہ اور صناعت) اور باغ وکھیتی اور گاؤں۔ مراد جائیداد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جائیداد خریدنے اور بنانے میں اتنا غلو اور انہماک نہ کرے جس سے آخرت کی طرف سے غفلت اور بے پروائی پیدا ہونے لگے۔ (لمعات شرح مشکوٰۃ)

صاحب مظاہر حق نے یہ شعر لکھا ہے ؎

گرت مال و جاہست و زرع و تجارت
چوں دل با خدایست خلوت نشینی

ترجمہ: اگر جاہ اور مال اور کھیتی اور تجارت کے ہوتے ہوئے دل اللہ کے ساتھ ہے تو یہ شخص خلوت نشین اور باخدا ہے اور اس کی یہ دنیا اس کی آخرت کیلئے مضر نہیں ہے۔

''رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللهِ... الاية'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مردانِ خدا وہ ہیں جن کو بڑی سے بڑی تجارت اور نہ چھوٹی تجارت اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے نہ آخرت کے ہولناک مناظر کے خوف سے۔

مجالسِ حکیم الامتؒ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے اصلاحی ملفوظات جو روحانی زندگی میں عجیب انقلاب پیدا کرتے ہیں

فرمایا کہ میں الحمدللہ ہمیشہ مسائل کی رعایت کرتا ہوں سائل کی رعایت نہیں کرتا اسی وجہ سے مجھ کو بدنام کیا جاتا ہے اس وقت چاہتے یہ ہیں کہ احکام ہمارے تابع ہوں کس قدر ظلم ہے بس میں ایسوں کے دماغ درست کرتا ہوں اس لئے بدنام ہوں۔

فرمایا کہ ایک خط آیا ہے لکھا ہے کہ میری اس نازک حالت پر رحم فرماویں میری مدد فرماویں ان کو بیعت پر بہت اصرار ہے مطلب اس لکھنے سے یہ ہے کہ اس عنوان سے رحم آجائے اور مجھ کو بیعت کرلیں میں نے لکھ دیا ہے کہ دیر جو کر رہا ہوں مدد ہی تو کر رہا ہوں کہ جہل سے نکال رہا ہوں۔

فرمایا کہ ایک شخص کا خط آیا ہے لکھا ہے کہ میں فاتحہ کا نہ قائل ہوں نہ عامل ہوں ہاں قیام فی المیلاد کا قائل ہوں مگر مجتنب رہتا ہوں میں نے جواب میں لکھ دیا ہے کہ قیام فی المیلاد میں اور فاتحہ میں فرق کیا ہے اس پر فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے کوئی شرح نہیں کی۔ جب فرق نکالنے بیٹھیں گے یا تو فاتحہ کے قائل ہوجائیں گے اور

نہیں تو قیام فی المیلاد کو بھی چھوڑ دیں گے۔ دیکھئے اس پر کیا جواب آتا ہے میں بچوں کی طرح سے تعلیم کرتا ہوں یعنی جیسے وہ سبق میں خود حرف نکالتے ہیں استاد خود نہیں بتلاتے میں بھی نہیں بتلاتا ان ہی سے نکلواتا ہوں محض اس لئے کہ آئندہ کیلئے استعداد قوی ہو طبیعت کو فکر اور غور کی عادت ہو بس اسی لئے مجھ کو بدنام کیا جاتا ہے کہ خشک ہے اور مجھ کو اس کی شکایت ہے کہ تم اس قدر تر ہو کہ تری میں ڈوب ہی مر رہے ہو۔

فرمایا کہ آج کل لوگ غیر ضروری یا غیر اختیاری باتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ایک صاحب کا خط آیا ہے لکھا ہے کہ ایسا کوئی عمل بتلا دیا جائے کہ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہو جائے یہ امر غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری کے پیچھے پڑنے سے اندیشہ باطنی ضرر کا ہے اور وہ ضرر یہ ہے کہ ایسی چیزیں موجب تشویش قلب ہو جاتی ہیں اور تشویش اس طریق میں سخت مخل مقصود ہے دوسرے اگر زیارت بھی ہو جائے تو بیداری میں تو ہوگی نہیں خواب میں ہوگی اور خواب میں ہونے سے نفع مقصود کیا ہوا کیونکہ اس سے کوئی اصلاح تو ہو نہیں سکتی جو کہ اصل مقصود ہے یوں مطلق زیارت حضور کی بلاشبہ برکت کی چیز ہے مگر اس زیارت سے جبکہ اصلاح نہ ہو مقصود نفع کیا ہوا۔ آخر کیا کفار عرب کو حضور کی زیارت نہیں ہوئی مگر نفع کیا ہوا۔ بعض لوگوں پر محبت کا غلبہ ہوتا ہے اور اس اشتیاق کا داعی وہی محبت ہے مگر نری محبت سے بھی کیا ہوتا ہے جب تک کہ اطاعت نہ ہو دیکھئے ابو طالب کو حضور سے کس درجہ محبت تھی اور حضور کو بھی ان سے محبت تھی مگر ایمان نہ لائے باوجود حضور کی کوشش کے بھی وقت انتقال کلمہ نہ پڑھا پھر کیا نتیجہ ہوا وجہ یہ ہے کہ وہ محبت محض طبعی تھی جو کام نہ آئی اصل کارآمد چیز محبت عقلی ہے۔ جو معین اتباع ہوتی ہے مگر آجکل ان حدود کی لوگوں میں رعایت ہی نہیں ہے۔

فرمایا کہ آج کل درویشی کے لباس میں ہزاروں راہزن اور ڈاکو مخلوق کے دین پر ڈاکہ مارتے پھرتے ہیں قسم قسم کے شعبدے اور طلسم دکھا دکھا کر پھنساتے پھرتے ہیں ادھر لوگوں میں بھی عقل اور فہم کا اس قدر قحط ہو گیا ہے کہ ایسے ڈاکوؤں کو درویش اور بزرگ سمجھ کر ان کے ہاتھوں پر اپنے ایمان اور دین کو خراب و برباد کرتے ہیں بھوپال میں ایک ایسے ہی درویش پہنچے۔ بڑے بڑے دنیاداروں کو اپنے تصرف سے جذب کرتے پھرتے تھے۔ اس زمانہ میں وہاں پر حافظ ضامن صاحب کے صاحبزادے حافظ محمد یوسف صاحب تحصیل دار بھی تھے ان کے پاس وہ درویش پہنچے اور جا کر ایک کونے میں کھڑے ہو کر توجہ سے تصرف شروع کیا حافظ صاحب کو اس کا احساس ہو گیا اور اس کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنون کہ اس نواح سودا برہنہ پا بھی ہو

شعر پڑھنا تھا کہ دھڑام سے زمین پر گر پڑا بے ہوش ہو گیا ہوش آنے پر ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور یہ کہا کہ میں بھی حضور کا شغال رنگین (رنگا گیدڑ) ہوں رحم فرمایئے معاف فرمایئے حافظ صاحب نے کہا کہ جاؤ کیوں مخلوق کو گمراہ کرتے پھرتے ہو ان باتوں کو چھوڑو اتباع سنت اختیار کرو پھر فرمایا کہ ایسے تصرفات مشق سے حاصل ہو سکتے ہیں اس کا بزرگی سے کیا تعلق یہ مسمریزم والے بھی کر لیتے ہیں اصل چیز احکام کا اتباع ہے بلکہ بعض اوقات یہ چیزیں منزل مقصود سے بعید کر دیتی ہیں اگر مضر مقصود بھی نہ ہوں مگر مقصود تو کسی حال میں نہیں درجہ مقصودیت میں نہ کشف کوئی چیز ہے اور نہ کرامت نہ تصرف نہ کیفیت ان میں سے اگر کوئی چیز بھی نہ ہو مگر اتباع سنت ہو بس مقصود حاصل ہے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ نومبر 2022ء

اِرشاداتِ محی السنہؒ

مرتب: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

شیخ المشائخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے روح پرور انقلابی اور معرفت سے بھرپور مجالس پیشِ خدمت ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ مال کا نشہ بُرا ہوتا ہے، مال کی محبت سے بہت نقصان ہوتا ہے، مالدار دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے، یہ تکبر کی علامت ہے، روپیہ کو لوگ خدا جانے کیا خیال کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دنیا کی محبت، ایمان کی حلاوت کو دل سے نکال دیتی ہے۔ اب یہ کہ اس کو کیسے حاصل کیا جائے تو اس کا طریقہ ایک مثال سے سمجھو کہ دل ایک حوض کی طرح ہے اور دنیا کی محبت گندی چیز کی طرح ہے جو کہ دل کے حوض میں پڑی ہے، اب اس کو کیسے نکالا جائے اور دل کو کیسے صاف کیا جائے، تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ تھوڑا تھوڑا صاف پانی ڈالا جائے تو دھیرے دھیرے گندگی نکل جائے گی، اسی طرح روزانہ پابندی کے ساتھ ذکر کیا جائے تو دنیا کی محبت دل سے نکل جائے گی اور صالح ماحول میں رہے، اسے قوت پہنچتی رہے گی۔ اس کے اہتمام سے انسان کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔ جس طرح مکان خالی ہو تو اس میں کوڑا کرکٹ، کیڑے مکوڑے وغیرہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس میں اگر لوگ رہنے لگیں تو پھر یہ سب کچھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح ذکر کرنے

سے دل کا بھی یہی حال ہوجاتا ہے اس لئے ذکر کی عادت ڈالئے۔

ارشاد فرمایا کہ کسب مال میں حدود پر نہ رہنے کی بیماری دنیا اور مال کی محبت سے پیدا ہوتی ہے، ایسے شخص کو حلال اور حرام کا فرق نظر نہیں آتا، قلب کی بصیرت خراب ہونے سے بصارت بھی صحیح کام نہیں کرتی، رشوت، انشورنس، سٹہ انعامی بانڈ، جوا اور تمام ناجائز سودی ملازمتوں سے بچنے کی فکر زائل ہوجاتی ہے اس بیماری کے علاج کو مجلس اشاعت الحق سے احقر نے طبع کرادیا ہے، وہی پرچہ یہاں بھی نقل کیا جاتا ہے۔

دنیا اور مال کی محبت کی برائی اور اس کا علاج

﴿از افادات: حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

مال کی محبت ایسی بُری چیز ہے کہ جب یہ دل میں آتی ہے تو حق تعالیٰ کی یاد اور محبت اس میں نہیں سماتی۔ کیونکہ ایسے شخص کو تو ہر وقت یہی ادھیڑ بن رہے گی کہ روپیہ کس طرح آئے اور کیونکر جمع ہو، زیور کپڑا ایسا ہونا چاہئے اس کا سامان کس طرح کرنا چاہئے۔ اتنے برتن ہونے چاہئیں۔ اتنی چیزیں ہونی چاہئیں، ایسا گھر بنانا چاہئے، باغ لگانا چاہئے، جائیداد خریدنا چاہئے، جب رات دن دل اسی میں رہا پھر خدائے تعالیٰ کو یاد کرنے کی فرصت کہاں ملے گی؟

ایک برائی اس میں یہ ہے کہ جب دل میں اس کی محبت جم جاتی ہے تو مرکر خدا کے پاس جانا اس کو بُرا معلوم ہوتا ہے، کیونکہ یہ خیال آتا ہے کہ مرتے ہی سارا عیش جاتا رہے گا اور کبھی خاص مرتے وقت دنیا کا چھوڑنا برا معلوم ہوتا ہے اور جب اس کو معلوم ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے چھڑایا ہے تو توبہ، اللہ تعالیٰ سے دشمنی ہوجاتی ہے اور خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔

ملفوظاتِ طبیب الامت

مرتب: حضرت مفتی خواجہ معصوم ثاقب صاحب زید مجدہم

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم کی صحبت کیمیاء اثر کے چند نقوش جو قارئین دعوۃ الحق کے پیش خدمت ہیں

آج امت ہر طرح کے گناہوں میں لت پت ہے گناہوں کے اثرات سے دل سیاہ ہورہے ہیں زندگیاں برباد ہورہی ہیں۔ حقیقی سکون دل کا سکون ہے دنیا میں ہر طرح سامان راحت مہیا ہے مگر راحت نہیں مل رہی ہے جسے بھی دیکھو پریشان ہے، سکون کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں مگر سکون نہیں ملتا ہے۔ جس نے یہ دل بنایا ہے اسی نے اس کے تسکین کا سامان بھی پیدا کی ہے، بندوں کے قلوب اسی کے مٹھی میں ہیں، جب بندہ طاعت میں لگتا ہے تو وہ اس کے دل کو چین وسکون سے مالا مال کردیتا ہے اور جب بندہ نافرمانی کرتا ہے تو وہ اس کے قلب کو بے چین اور مضطرب کردیتا ہے، جس دل کو دل بنانے والا ہی مضطرب کردے اسے کائنات کا کوئی طبیب شفا دے نہیں سکتا۔ آج کی مجلس میں ان چند باتوں کا مذاکرہ کیا جائیگا جس سے مؤمن کی زندگی سنور جائے اور مضطرب دلوں کو حقیقی سکون نصیب ہوجائے، اللہ تعالی ہم کو ادب سے سننے اور اخلاص سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مومن کا مقصد کیا ہے؟ جنت میں جانا اور اس کا ذریعہ ہے اعمال صالحہ

کو اختیار کرنا اور اعمال صالحہ وہی مقبول ہیں جو شریعت کے مطابق ہوں۔ کسی عمل کو انجام دینے سے پہلے معلوم بھی کرلو کہ یہ عمل درست ہے یا نہیں، اگر تمہیں خود اس عمل کے بارے میں واقفیت نہیں ہے تو کسی دوسرے سے اس کی معلومات حاصل کرلو، شریعت میں من مانی نہیں ہے، دنیاوی معاملات میں آدمی پوچھنے سے نہیں شرماتا پھر دینی امور میں حجاب کیوں مانع ہوتا ہے، کسی کا جب نئی جگہ جانا ہوتا ہے تو دریافت کرتا ہے کہ فلاں راستہ کہاں کو جاتا ہے، جب اس کو اس راستہ کی جانکاری ہوجاتی ہے تب وہ اس راستے پر چلتا ہے۔ نئی جگہ پر کوئی اپنی مرضی سے راستوں کو اختیار کرتا ہے تو اسے منزل نہیں ملتی، اسے مقامی باشندوں کی مدد لینی پڑتی ہے، مقامی باشندے اس کی رہنمائی کرتے ہیں کہ آپ کی منزل اِدھر نہیں ہے، آپ غلط راستے پر آگئے ہیں، یہاں سے آپ واپس جائیں اور فلاں راستہ کو اختیار کریں، تب ہی آپ منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔

ہم لوگ دنیاوی امور میں بہت محتاط ہیں، جب تک ڈاکٹر کوئی دوا تجویز نہ کردے اس کو استعمال نہیں کرتے بھلے ہی اس کے کتنے ہی فوائد لکھے ہوں، کسی دوسرے ملک اگر جانا ہوتا ہے تو اس ملک کے قانون کے تحت جائیں گے لیکن دین کے معاملہ میں ہمارا معاملہ بالکل اس کا برعکس ہے۔ بالکل ایسا ہی معاملہ دین کا ہے، اگر اس میں اپنی من مانی کروگے تو بھٹک جاؤ گے۔ مثال کے طور پر آج کل جو لوگ مزار بناتے ہیں ان کا کیا مقصد ہوتا ہے؟ کچھ دنیا حاصل ہوجائے، ایسے لوگ خود بھی بھٹکے ہوئے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ نومبر 2022ء

روحِ تصوف

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۵ھ) فرماتے ہیں کہ حیاء یہ ہے کہ قلب میں ہیبت ہو۔ اور اس کے ساتھ اپنے گذشتہ گناہوں سے وحشت ہو۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ محبت (کا خاصہ یہ ہے کہ وہ) گویا کرتی ہے (یعنی جب اس کا جوش ہوتا ہے تو زبان نہیں رُکتی) اور حیاء خاموش کرتی ہے اور خوف بے چین کرتا ہے۔

استاذ ابوعلی وقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیاء دل کو پگھلاتی ہے پھر فرمایا کہ حیاء اس کا نام ہے کہ آدمی کا باطن اپنے گناہوں پر مولیٰ کی اطلاع کے خوف سے پگھلنے لگے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ حیاء اس کا نام ہے کہ خداوند سبحانہ وتعالیٰ کی تعظیم وہیبت کی وجہ سے قلب سمٹنے لگے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے حیاء کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ جب آدمی خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ اپنی تقصیرات کا استحضار کرتا ہے تو ان دونوں کو ملانے سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے اس کا نام حیاء ہے۔

استاذ ابوعلی وقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوب سمجھ لو کہ حرّیت (یعنی آزادی) حقیقی غلامی کے کمال میں ہے۔ پس جب انسان کی غلامی عبودیت حق تعالیٰ کیلئے خاص ہوجاتی ہے تو اغیار کی غلامی سے اُس کی آزادی خالص ہوجاتی ہے۔ لیکن

جو شخص (حرّیت کے متعلق) یہ وہم کرے کہ بندہ کسی وقت اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ عبودیت کی باگ اُتار دے اور امر و نہی اور حدودِ شرعیہ سے باوجود درستی ہوش وحواس آزاد ہوجائے تو ایسا خیال بالکلیہ دین اسلام سے نکل جانے کا ہم معنی ہے۔ اور قوم (صوفیاء) نے جس حرّیت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ بندہ مخلوقات میں سے کسی چیز کا مقید و پابند نہ ہو بلکہ سب سے یکسو اور مطمئن ہو، نہ اس کو موجودہ دنیوی حاجات اپنا غلام بنائے اور نہ نفسانی خواہشات اور نہ آئندہ کی تمنائیں اور نہ کسی حجت اور مقصد کی طلب۔ نہ دنیا کے متاع کی نہ آخرت کے متاع کی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے یاد کرنا مریدین کی ایک تلوار ہے جس کے ذریعے وہ اپنے دشمنوں سے مقاتلہ کرتے ہیں اور آفتوں کو جوان پر آنا چاہتی ہیں دفع کرتے ہیں۔ اور یہ کہ جب کوئی بلاء بندہ کے قریب آتی ہے تو جب وہ اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے تو تمام ناگوار چیزیں اس سے ہٹ جاتی ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی (میں دو خصلتیں ہوتی ہیں) وہ ریاء نہیں کرتا اور نفاق نہیں کرتا۔ اور جس کی یہ عادت ہو ظاہر ہے کہ اس کے کس قدر تھوڑے دوست ہوں گے۔

حضرت ابوتراب نخشبی فرماتے ہیں کہ جب قلب حق تعالیٰ سے (معاذ اللہ) اعراض کرنے کا عادی ہوجاتا ہے تو اس کے ساتھ یہ بات بھی اس میں پیدا ہوجاتی ہے کہ اولیاء اللہ کی برائی اور دشمنی میں مبتلاء ہوجاتا ہے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ نومبر 2022ء

اللہ کی یاد و محبت

حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ

کیا تم سمجھتے ہو کہ طورِ سینا یعنی کوہِ طور دنیا میں ایک ہی ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جنہوں نے اَرِنی کہہ کر لَنْ تَرانی سنی تھی جہاں میں ایک ہی گذرے ہیں۔ نہیں برادر عزیز! اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر قالب کو ہِ طور کا حکم رکھتا ہے۔ اور ہر دل اپنے وقت کا موسیٰؑ ہے، اور کیسا موسیٰؑ، جس پر ''اِنِّیْٓ اَنَا اللہ'' کی ہر آن تجلی ہوا کرتی ہے۔ وہاں کے کاروبار کو تم اپنے کارخانے سے ملاتے ہو، اس سے اس کو کیا نسبت؟ ذرا انصاف سے کہنا، اور اس بات کو دیکھنا کہ اگر لاکھوں برس طاعت و عبادت کرتے رہو، وہ بھی کس جانفشانی اور کیسی جگر گدازی سے کہ آنسو کا دریا جاری رہے، خونِ جگر آنکھوں سے ٹپکتا رہے، دردِ دل بیتاب کرتا رہے۔ مگر تم اپنی سچی طلب کے دُھن میں ایسے جان توڑ مجاہدہ کو نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھو اور ہیچ سمجھو۔ اس معاملہ کے بعد تمہارا ذکر اس بارگاہ میں کہیں آجائے، قبولیت کی تو بات ہی دوسری ہے، اس کا کیا ذکر؟ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ساری طاعت و عبادت کے بارے میں اگر اتنا بھی ادھر سے کہہ دیا جائے۔ یہ کس کام کی ہے؟ بالکل مجھے پسند نہیں، تو سمجھ لو کہ بڑی سے بڑی دولت تمہیں مل گئی اور وہ ریاضتِ شاقہ اب کام آگئی۔ اور وہ محنت خوب ٹھکانے لگی۔ اور بڑے سے بڑا بدلہ مل گیا اس نقل سے شاید یہ عقدہ

حل ہوجائے گا کہ ایک دفعہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھ کو حکمِ خداوندی ہوا ہے کہ تمہیں قرآن شریف سناؤں، کیونکہ تمہارا پڑھنا مقبولِ بارگاہ ہوگیا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یہ بشارت سن کر غایت خوشی میں بول اُٹھے۔ اَوَ ذُکِرْتُ ثُمَّ۔ کیا مجھ ناچیز کا ذکر بھی وہاں ہوتا ہے ؎

تا ظن نہ بری کہ عاشقِ روئے توام من خاکِ کفِ پائے سگ کوئے توام

(اس کا گمان بھی نہ کرو کہ میں تمہارا عاشق ہوں۔ ارے میں تو تمہاری گلی کے کتے کے پاؤں کی خاک ہوں)۔ اور سنو ایک دفعہ حضرت خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ خاص رنگ میں تھے۔ کہیں اس آیتِ شریفہ کی آواز سمعِ مبارک تک پہنچی ''اِخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ'' (یہاں سے دور ہوجاؤ، خاموش رہو)۔ سات لاکھ برس کی چیخ چلاہٹ بعد دوزخیوں پر یہ خاص جھڑکی ہوگی کہ دور ہوجاؤ، چپ رہو۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر اس سے خاص مزہ لیا۔ اور فرمایا بڑی خوشخبری ہے ان کیلئے بلا سے اتنی طویل مدت تک عذاب سخت ہوتا رہا۔ اس معشوقِ حقیقی نے آخر ان کو دُر دُر ایا تو سہی۔ وہ فرحت بخش آواز انھوں نے اپنے کانوں سے سن تو لی وہ بے واسطہ خطاب ان پر ہوتو گیا۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تقاضائے عشق و محبت اس پر نظر کی کہ کس درجہ سخت لب ولہجہ میں جھڑکی ہوئی ہے۔ بلکہ صرف اس کو دیکھا کہ اگرچہ سخت سے سخت کہا گیا ہے۔ مگر کس نے کہا ہے اور کس ادا سے کہا ہے اور کہنے والا کیسا دل رہا، اور کون جانِ جان ہے سبحان اللہ!

اخلاقِ سلف

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی نور اللہ مرقدہٗ

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں کے مراتب کو ان کے ایمان اور نفاق کے موافق نگاہ رکھتے۔ چنانچہ ان کے نزدیک مؤمن کی حیثیت منافق سے زیادہ ہوتی۔ پس اگر یہ اشکال ہو کہ ان کو کیونکر معلوم ہوتا ہے کہ یہ منافق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ منافق ان علامتوں کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمائی ہیں:۔

چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ''آیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ'' یعنی منافق کی تین علامتیں ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (۲) جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے، (۳) اور امین بنایا جاوے تو خیانت کرے۔ ایک روایت میں چار خصلتیں بیان ہوئی ہیں۔ جو یوں مذکور ہے ''وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ'' یعنی جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔

نیز آپ نے فرمایا، منافق کی چند علامتیں ہیں اسے ان کے ذریعہ سے پہچان لو۔ مسجد میں سستی سے آئے۔ نماز میں آخر میں آکر ملے۔ نہ وہ کسی سے محبت رکھے اور نہ اس سے کوئی محبت رکھے۔ رات کو مردہ، دن کو بیکار۔ اس قسم کی اور بھی حدیثیں ہیں۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ منافق کی علامت یہ ہے کہ دوسرے دن کیلئے کھانا جمع کرے اور دنیا کیلئے دوسروں سے لڑے اکیلا ہی مشہور ہونا

چاہے۔ ایک روایت میں ہے منافق کی علامت لوگوں سے حسد کرنا ہے اور جس نے اسے تکلیف دی ہو یا جو اس سے دنیوی وجاہت میں بڑھ گیا ہو اس کی طرف سے کینہ اور حسد رکھتا ہے۔ اے دوست! اپنے دل کا امتحان کر اور اس کو نفاق سے صاف کر۔ والحمد للہ رب العٰلمین

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ پُرئ شکم سے جو قساوت قلب کا باعث ہے اجتناب کرتے۔ یہ اس لئے تا کہ نماز میں خشوع ہو۔ کیونکہ جو پیٹ بھر کر کھائے اور پھر خشوع کا طالب ہو وہ راستہ بھولا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی کئی دن تک بھوکے رہتے، اور مارے بھوک کے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھتے۔

مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے آپ کے سینے سے دیگ پکنے کی طرح آواز آتی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمام رات غفلت کے ساتھ قیام کرنے سے دو رکعت نماز تفکر اور تدبر کے ساتھ ادا کرنا بہتر ہے۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس کا دل نماز میں نہیں لگتا وہ مطفّفین میں سے ہے۔ کم تولنے والے کی نسبت جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم جانتے ہو۔ نماز بھی ایک پیمانہ ہے جو اسے پورا کرے گا اسے اجر بھی پورا ملے گا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ہم نے ایسے علماء دیکھے ہیں کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ان پر خوف اس قدر غالب ہوتا کہ کسی چیز کو غور سے نہ دیکھتے اور نہ کسی دنیوی بات کا خیال دل میں لاتے۔ ایک دفعہ جامع مسجد گر پڑی اس میں مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے۔ تمام لوگ مسجد سے نکل گئے اور بازار میں شور مچ گیا۔ مگر مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نماز میں مشغول رہے ان کو معلوم بھی نہ ہوا۔

نعتِ رسول مقبول ﷺ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

نہ ہوئے نغمہ سرا کس طرح سے بلبل زار
کہ آئی ہے نئے سر سے چمن چمن میں بہار

ہر اک کو حسب لیاقت بہار دیتی ہے
کسی کو برگ کسی کو گل اور کسی کو بار

خوشی سے مرغِ چمن ناچ ناچ گاتے ہیں
کفِ ورق سے بجاتے ہیں تالیاں اشجار

بجھائی ہے دلِ آتش بھی تپش یارب
کرم میں آپ کو دشمن سے بھی نہیں انکار

یہ قدرِ خاک ہے ہیں باغ باغ وہ عاشق
کبھی رہے تھا سدا جن کے دل کے بیچ غبار

یہ سبزہ زار کا رتبہ ہے شجرۂ موسیٰ علیہ السلام
بنا ہے خاص تجلی کا مطلعِ انوار

اسی لئے چمنستاں میں رنگِ مہندی نے
کیا ظہور ورق ہائے سبزہ میں ناچار

پہنچ سکے شجر طور کو کہیں طوبیٰ
مقامِ یار کو کب پہنچے مسکنِ اغیار

زمین و چرخ میں ہو کیوں نہ فرق چرخ و زمیں
یہ سب کا بار اُٹھائے وہ سب کے سر پر بار

کرے ہے ذرّۂ کوئے محمدی سے خجل
فلک کے شمس و قمر کو زمین لیل و نہار

فلک پہ عیسیٰ علیہ السلام و ادریس علیہ السلام ہیں تو خیر سہی
زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختار

فلک پہ سب سہی پر ہے نہ ثانی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
زمیں پہ کچھ نہ ہو پر ہے محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرکار

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ نومبر 2022ء

پردہ کے چند ضروری مسائل

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

سوال: معمر عورت بے پردہ رہتی ہو اس کے یہاں جانا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ کسی قسم کے فتنہ کا اندیشہ بھی نہ ہو؟

جواب: کسی نامحرم عورت سے تنہائی میں بے پردہ ملنا جائز نہیں، خواہ وہ معمر ہی کیوں نہ ہو اس کے چہرے کی طرف بھی نہ دیکھا جائے۔

سوال: عمر اپنی بالغ سالی کے ساتھ بات کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور عمر کی بیوی کا دیور کے ساتھ بات کرنا کیسا ہے؟

جواب: عمر کا سالی سے بات کرنا وقت ضرورت پردہ کے ساتھ جائز ہے، لیکن بے پردہ ہوکر سالی کے سامنے آنا اور بے تکلفی سے ہنسی مذاق کرنا، تنہائی میں ملنا جائز نہیں، ایسا ہی حال عمر کی بیوی کا اپنے دیور کے ساتھ ہے۔

سوال: چوڑیاں پہنانے والے پردہ نشین عورتوں کو یا غیر پردہ نشین عورتوں کو چوڑیاں پہناتے ہیں، مردوں کا چوڑیاں پہنانا از روئے شرع کیسا ہے؟

جواب: منع ہے۔

سوال: ایک شخص جو عورتوں کو چوڑی پہنانے کا کاروبار کرتا ہے، وہ سب عورتوں کو اپنی ماں بیٹی تسلیم کرتا ہے، غلط نظر نہیں ڈالتا، دوسرا کاروبار اس کیلئے مشکل ہے، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نامحرم کو ہاتھ لگانا درست نہیں، اگرچہ کوئی نامناسب خیال اس کے دل میں نہ آئے، اپنی بیوی بہن وغیرہ کسی کے ذریعہ کام انجام دیا جائے تو درست ہے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ نومبر 2022ء

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا طریقہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

نماز کی (۵۱) سنتیں -- قیام میں (۱۱) سنتیں

۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سیدھا کھڑا ہونا یعنی سر کو پست نہ کرنا۔

۲) دونوں پیروں کے درمیان چار اُنگل کا فاصلہ رکھنا اور پیروں کی اُنگلیاں قبلہ کی طرف رکھنا۔

۳) مقتدی کی تکبیر تحریمہ کا اِمام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا۔

فائدہ: مقتدی کی تکبیر تحریمہ اگر اِمام کی تکبیر تحریمہ سے پہلے ختم ہوگئی تو اِقتداء صحیح نہ ہوگا۔

۴) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھانا۔

۵) ہتھیلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا۔

۶) اُنگلیوں کو اپنی حالت پر رکھنا۔ یعنی نہ زیادہ کھلی ہوں اور نہ زیادہ بند۔

۷) داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھنا۔

۸) چھنگلیا اور انگوٹھے حلقہ بنا کر گٹے کو پکڑنا۔ (۹) درمیانی تین انگلیوں کو کلائی پر رکھنا۔

(۱۰) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔ (۱۱) ثناء پڑھنا۔

(پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں)

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ نومبر 2022ء

گناہ اور اس کے نقصانات

شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آج ہم لوگ زہر کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق وعلاج یعنی توبہ وشریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں ایسی صورت میں زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کے استعمال کرنے سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک ایک گناہ یہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۱) کسی کو ذلیل سمجھ کر اس پر ہنسنا۔

یاد رہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر کے دوسرے اس پر ہنسنے والے پیدا کر دیتا ہے۔

(۲) طعن کرنا۔

بلا وجہ کسی کے کام میں عیب نکال کر اس کو تکلیف پہنچانا۔ آدمی کسی کی طرف ایک انگلی اٹھاتا ہے تو تین انگلیاں اس کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ اس سے زیادہ عیب تم میں ہیں۔

گناہ کے نقصانات

(۷۹) ناپ تول میں کمی کرنے سے قحط وتنگی اور حکّام کے ظلم میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

(۵) الایمان بالیوم الاخر

نظر فرمودہ شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قیامت کے بارے میں عقیدے

عقیدہ کی تعریف: دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

عقیدہ:۱ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پورا پورا بدلہ دینے، نیکوں کو ان کی نیکی پر انعام اور بروں کو ان کی برائی پر سزا کیلئے جس دن کو مقرر کیا ہے وہ ''یوم آخرت'' ہے اور اسی کو قیامت کا دن کہتے ہیں۔

عقیدہ:۲ قیامت کا آنا یقینی ہے، ہر نبی نے اپنی اپنی امت کو اس کی خبر دی ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے، اس کا وقت متعین ہے جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہی مقررہ وقت پر اس کو ظاہر کرے گا جو نہ کسی فرشتہ کو معلوم ہے نہ کسی نبی کو۔

عقیدہ:۳ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ نشانیاں بتلادی ہیں جو قیامت سے پہلے ضرور ہونے والی ہیں، امام مہدی ظاہر ہوں گے اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے، کانا دجّال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچائے گا، اس کے مار ڈالنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور اس کو مار ڈالیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی کو بھی اس کے قتل پر قدرت نہ ہوگی۔

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810. (Vellore Dist.)
Email: mudeer@dawatulhaq.in Phone: 04171-231292
www.dawatulhaq.in

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

جواہر حکمت

فرزانہ جسے بننا ہو جائے وہ کہیں اور
دیوانہ جسے بننا ہو بس وہ ادھر آئے

سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا
وہ آئے یہاں اور بچشمِ دلبر آئے

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)